فقہی احکام برائے خنثیٰ

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہی احکام برائے خنثی

مقالہ نگار: علامہ سید افتخار حسین نقوی

لغوی معنی:

عام استعمال میں، خنثی کا مطلب ہے وہ شخص جو نر اور مادہ علامات کے امتزاج کی وجہ سے نہ تو مرد ہے اور نہ ہی عورت۔ اس لفظ کا لغوی معنی نرم اور لچکدار ہونا ہے، اور "خنث الرجل کلامہ" کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بات کو عورتوں کی طرح نرم کرتا ہے۔ مخنث (عورت نما مرد) کی اصطلاح بھی اسی اصل سے ماخوذ ہے۔[1]

اصطلاحی معنی:

فقہی اصطلاح میں، خنثی سے مراد وہ شخص ہے جس میں زنانہ اور مردانہ دونوں اعضاء تناسلی ہوں۔[2]

لیکن فقہاء کے ایک گروہ نے خنثی اسے قرار نہیں دیا جس کے بدن میں مرادنہ اور زنانہ اعضاء تناسلی ہوں بلکہ وسیع تر دائرہ کار میں خنثی کا معیار صنفی شناخت کی غیر یقینی صورتحال ہے، جس کے مختلف مظاہر ہیں، اس لیے انہوں نے خنثی کو ایک عمومی مفہوم دیا ہے۔

اس بنا پر بعض امامیہ فقہا[3] اور اہل سنت فقہا[4] نے ان افراد کو بھی خنثی میں سے شمار کیا ہے جن میں زنانہ اور مردانہ اعضاء تناسلی نہ ہوں (جنہیں اصطلاح میں ممسوح کہا جاتا ہے)۔

خنثی کی قسمیں:

فقہی کتابوں میں، خنثی کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:

خنثی مشکل:

خنثی مشکل سے مراد وہ خنثی ہے جس کی جنس کا تعین اس میں خواتین یا مردوں کی خصوصیات اور علامات کے نہ ہونے یا ان کے ایک دوسرے سے ٹکراؤ کی وجہ سے ممکن نہ ہو۔

---

[1]۔ خلیل بن احمد؛ ابن منظور؛ زبیدی، خنث کے لفظ کے ذیل میں۔

[2]۔ محمد بن حسن طوسی، المبسوط فی فقہ الامامیۃ، جلد 4، صفحہ 266؛ کاشانی، جلد 7، صفحہ 327؛ ابن ادریس حلی، کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، جلد 3، صفحہ 277؛ زین الدین بن علی شہید ثانی، مسالک الافہام الی تنقیح شرائع الاسلام، 1413-1419، جلد 13، ص 240۔

[3]۔ محمد بن حسن طوسی، المبسوط فی فقہ الامامیۃ، جلد 4، ص 114؛ صدر، ج 8، صفحہ 221، 223۔

[4]۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 114، 120-121۔ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔؛ حاطب، جلد 8، صفحہ 610-611) محمد بن احمد خطیب شربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، جلد 3، صفحہ 28-29۔

خنثیٰ غیر مشکل :(واضح خنثی)۔

خنثیٰ غیر مشکل وہ ہے جس کی مردانہ یا زنانہ حیثیت کا تعین شرعی امارات یا مردوں اور عورتوں کی خصوصی علامات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ایسا شخص اپنی جنس کا تعین کرنے اور مرد یا عورت کی جنس میں شامل ہونے کے بعد اسی جنس کے احکام کے تابع ہوتا ہے۔اور متعین جنس سے غیر متعلق اعضاء اس کے جسم میں فالتو عضو شمار ہوتے ہیں۔[1]

بعض فقہاء کے نزدیک خنثیٰ غیر مشکل کو خنثیٰ کہنا مجاز ہے اور وہ حقیقی طور پر خنثیٰ نہیں ہے۔ حقیقی خنثیٰ صرف خنثیٰ مشکل ہے۔[2]

اس کا مطلب یہ ہے کہ فقہی نقطہ نظر سے خنثیٰ غیر مشکل میں مشکل کی قید، قید توضیحی ہے، احترازی نہیں۔اسی بناپر فقہ کے مختلف ابواب میں خنثیٰ کے احکام میں فقہاء کی بحث کا موضوع تقریباًخنثیٰ مشکل ہی ہے۔

دوسرے الفاظ میں، مذکورہ بالا تقسیم صرف خنثیٰ کے افراد اور مصادیق کے لحاظ سے نہیں ہے، بلکہ مصادیق کے تعین کے عمل کے مراحل کے لحاظ سے بھی ہے۔ چنانچہ فقہ میں خنثیٰ کی جنس کے تعین کے لیے کچھ راہ حل تجویز کیے گئے ہیں، اگر ان مراحل سے گزرنے کے بعد اس کی صنف معلوم ہو جائے تو اسے خنثیٰ غیر مشکل کہا جاتا ہے، وگرنہ دوسری صورت میں اسے خنثیٰ مشکل سمجھا جاتا ہے۔

جامع فقہی کتابوں میں خنثیٰ کے احکام بیشتر وراثت کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔ فقہاء بالخصوص قدیم فقہاء نے خنثیٰ کے احکام کے بارے میں مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔[3]

ابو حنیفہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ خنثیٰ کے احکام کے استنباط کو مشکل ترین مسائل میں سے ایک سمجھتے تھے۔[4]

خنثیٰ مرد ہے یا عورت یا تیسری صنف:

خنثیٰ کے حوالے سے امامیہ اور اہل سنت فقہاء کی ابحاث میں سب سے مرکزی بحث یہ ہے کہ خنثیٰ مرد کی جنس سے ہے یا عورت کی جنس کا فرد ہے یا اسے تیسری جنس سمجھا جانا چاہیے۔اکثر فقہاء قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے۔[5] انسانوں کو دو جنسوں میں منحصر سمجھتے ہیں، نر اور مادہ، اور ان کا کہنا ہے کہ ان دونوں سے ہٹ کر کوئی تیسری جنس نہیں ہے۔ لہٰذا خنثیٰ، اپنی جنس میں ابہام کے باوجود حقیقت میں یا تو مرد ہے یا عورت۔[6] بعض قدیم اہل سنت علماء نے ان آیات کا حوالہ دے کر خنثیٰ کے وجود کا انکار کیا ہے۔[1]

---

[1]۔ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، ص 114؛ حاطب، ج 8، ص 610؛ علی بن محمد علی طباطبائی، ریاض المسائل فی بیان احکام الشرع بالدلائل ، ج 12، ص 642؛ نزغی، ج 19، ص 441۔

[2]۔نووی، شرح المُہذّب، جلد 2، صفحہ 50؛ شہید ثانی 1413-1419، جلد 13، صفحہ 241-242۔

[3]۔ابن ندیم، سیرۃ النبی، چاپ محمد محیی الدین عبدالحمید،] قاہرہ، صفحہ 257،264؛ حاجی خلیفہ، جلد 1، کالم 18؛ بغدادی، جلد 1، کالم 461؛ موسوعہ طبقات الفقہاء، ج 12، ص 300۔

[4]۔اخطب خوارزم، مناقب ابی حنیفۃ، جلد 1، ص 79؛ محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی، کتاب المبسوط، جلد 30، بھی دیکھیں۔ صفحہ 104۔

[5]۔سورہ نساء: 11؛ غافر: 40؛ شوریٰ: 49؛ نجم: 45۔

[6]۔ احمد بن علی جصّاص، احکام القرآن، چاپ عبدالسلام محمد علی شاہین، بیروت، جلد 3، صفحہ 551؛ محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی، کتاب المبسوط، بیروت، جلد 30، صفحہ 91؛ ابن ادریس حلی، کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، جلد 3، صفحہ 280-281؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 39، صفحہ 277-278؛

خنثیٰ کی جنس کا تعین:

اس مشہور رائے کی بنیاد پر کہ خنثیٰ حقیقت میں یا مرد ہے یا عورت، خنثیٰ کی جنس کا تعین ضروری ہے۔ کیونکہ خنثیٰ کی صنف کے ابہام کی وجہ سے ایک طرف اسے دینی احکام اور اعمال کی انجام دہی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں شریعت کی رو سے مرد اور عورت کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اسے ان حقوق سے مستفید ہونے سے روکتا ہے جو دینی اعتبار سے اس کی جنس کے معلوم ہونے پر منحصر ہیں۔ جیسے وراثت یا وقف یا وصیت جو بیٹی یا بیٹے کے حق میں ہوئی ہے۔

خنثیٰ کی جنس کے تعین کے طریقے:

فقہی کتابوں میں خنثیٰ کی جنس کے تعین کے لیے کچھ راہ حل بتائے گئے ہیں جن میں سے کچھ احادیث میں بھی بیان ہوئے ہیں۔

ا۔ پیشاب نکلنے کی جگہ:

ان میں سب سے اہم اور مشروع علامت جس پر امامیہ اور اہل سنت فقہاء کا اتفاق ہے وہ پیشاب کے نکلنے کی جگہ ہے، جو احادیث میں مذکور ہے۔[2] اس علامت کی بنا پر خنثیٰ کے احکام کے لحاظ سے عورت یا مرد سے ملحق ہونے کے لیے اس کے پیشاب کا مسلسل یا زیادہ تر خارج ہونے والی جگہ ملاک اور معیار ہے۔ (یعنی اگر اس کا پیشاب غالباً یا ہمیشہ عورت والی شرمگاہ سے نکلتا ہے تو وہ عورت ہے اور اگر مرد والی شرمگاہ سے نکلتا ہے تو وہ مرد ہے۔[3] اس طریقہ کو کیسے لاگو کیا جائے یہ احادیث میں بھی بتایا گیا ہے۔[4] اس بارے شیعہ منابع حدیثی میں امیر المومنین علیہ السلام کا ایک فیصلہ مذکور ہے جس میں آیا ہے:

عَنِ اَلصَّفَّارِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُوسَى اَلْخَشَّابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَلُّوبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يَقُولُ: اَلْخُنْثَى يُوَرَّثُ مِنْ حَيْثُ يَبُولُ فَإِنْ بَالَ مِنْهُمَا جَمِيعاً فَمِنْ أَيِّهِمَا سَبَقَ اَلْبَوْلُ وَرِثَ مِنْهُ فَإِنْ مَاتَ وَ لَمْ يَبُلْ فَنِصْفُ عَقْلِ اَلْمَرْأَةِ وَ نِصْفُ عَقْلِ اَلرَّجُلِ۔[5]

قس ابن عربی مالکی، احکام القرآن، جلد 4، صفحہ 98-99؛ صدر، جلد 8، صفحہ 221-223؛ کے لیے تفصیلات، حرّ عاملی؛ عبدالفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین، جلد 1، صفحہ 38-41 کی طرف رجوع کریں۔

[1]۔ ابن عطیہ، المُحَرَّرُ الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، جلد 14، صفحہ 236؛ حطاب، جلد 8، صفحہ 611۔

[2]۔ علی حسینی سیستانی، توضیح المسائل جامع، جلد ۴، مسئلہ ۱۳۱۸۔ بیہقی، جلد 6، صفحہ 261؛ حرعاملی، جلد 26، صفحہ 283-290۔

[3]۔ اس حوالے سے امامیہ فقہا کی آراء کے لیے دیکھیں ابن ادریس حلی، کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی ج 3، ص 277؛ نراقی، ج 19، ص 440-446؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج 39، ص 278-280؛ اہل سنت فقہا کی آراء کے لیے دیکھیں، محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی، کتاب المبسوط، ج 30، صفحہ 103-104؛ ابن قدامہ، المغنی، ج 7، صفحہ 113-115؛ نووی، شرح المُہذب، شرح المُہذب، ج 2، ص 47؛ حطاب، ج 8، صفحہ 618-620۔

[4]۔ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن حسین معروف بنام شیخ حُرّ عاملی، جلد 26، صفحہ 290-291۔

[5]۔ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن حسین معروف بنام شیخ حُرّ عاملی، وسائل الشیعۃ، جلد ۲۶، صفحہ ۲۸۶۔

ترجمہ: خنثیٰ کو پیشاب کرنے کی جگہ کے مطابق میراث سے حصہ ملے گا، اگر وہ مردانہ اور زنانہ دونوں شرمگاہوں سے پیشاب کرتا ہے تو ان میں سے جس سے پہلے پیشاب آئے اس کے مطابق اسے میراث سے حصہ ملے گا اور اگر وہ پیشاب کرنے سے پہلے مر جائے تو اسے ایک عورت کی میراث کا نصف اور ایک مرد کی میراث کا نصف حصہ دیا جائے گا۔

زمانہ جاہلیت میں پہلی بار شخص کی جنس کے تعین کے لیے اس علامت کو استعمال کیا گیا۔[1] اگر اس علامت کے ذریعے خنثیٰ کی جنس کا تعین ممکن نہ ہو تو کچھ امامیہ فقہاء کے نزدیک اسی سے ہی خنثیٰ، خنثیٰ مشکل شمار ہوگا۔

۲۔ قرعہ:

کچھ فقہاء نے قرعہ اندازی کے قاعدے (القرعۃ لکلّ امر مشکلٍ / امرٍ مشتبہ) کا حوالہ دیتے ہوئے سابقہ علامت کے ذریعے خنثیٰ کی جنس کے تعین نہ ہونے کی صورت میں اس کی جنس کے تعین کے لیے قرعہ تجویز کیا ہے۔[2] ائمہ معصومین علیہم السلام کی بعض احادیث میں بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

أَبُوعَبْدِ اَللّٰهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : وَأَيُّ حُكْمٍ فِي اَلْمُلْتَبِسِ أَثْبَتُ مِنَ اَلْقُرْعَةِ أَلَيْسَ هُوَ اَلتَّفْوِيضَ إِلَى اَللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ ذَكَرَ أَبُوعَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قِصَّةَ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَقَوْلُ اَللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ - فَسٰاهَمَ فَكٰانَ مِنَ اَلْمُدْحَضِينَ وَقِصَّةَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَقَوْلَ اَللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ - وَمٰا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلاٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ---حَكَى أَبُوعَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هٰذِهِ اَلْقِصَصَ فِي كَلاَمٍ طَوِيلٍ وَحَكَى حُكْمَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فِي اَلْخُنْثَى اَلْمُشْكِلِ بِالْقُرْعَةِ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ وَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ-[3]

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: مبہم حکم کو قرعہ کے ذریعے سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ اس کام کو اللہ کے سپرد کرنا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس بارے حضرت یونس اور حضرت زکریا کے قصہ کی مثال دی۔ اور ایک طویل کلام میں امام علی علیہ السلام کے فیصلے کا تذکرہ کیا جس میں آپ نے خنثیٰ مشکل کے متعلق قرعہ کے ذریعے فیصلہ کیا۔

قرعہ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: (کل مشکل فیہ القرعۃ)[4]

۳۔ پسلیوں کی تعداد:

امامیہ فقہاء کے ایک اور گروہ نے خنثیٰ کی جنس کے تعین کے لیے دوسرے مرحلے میں اس کی پسلیوں کی تعداد کو ملاک اور معیار قرار دیا ہے۔ جو کہ احادیث میں بھی منقول ہے۔ اس کی مستند امام علی علیہ السلام کا ایک فیصلہ ہے جس میں آپ نے خنثیٰ کی جنس کے تعین کے لیے اس کی پسلیوں کو گننے کا حکم دیا۔[1] اس بارے ایک حدیث میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

1۔ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، المصنَّف، جلد 10، صفحہ 308-309؛ ابن ہشام، سیرۃ النبی، جلد 1، صفحہ 79-80۔

2۔ سید علی حسینی سیستانی، توضیح المسائل جامع، جلد ۴، مسئلہ ۱۳۲۰۔

3۔ ابو حنیفہ، نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حَیُّون تمیمی مغربی، دعائم الإسلام و ذکر الحلال والحرام والقضایا والأحکام، جلد ۲، صفحہ ۵۲۲۔

4۔ التہذیب: 6، کتاب القضایا والاحکام، باب البنتین یتقابلان إو یترجح بعضہا علی بعض وحکم القرعۃ، حدیث: 24. وفی الفقیہ: 3، إبواب القضایا والاحکام باب الحکم بالقرعۃ، حدیث: 2، والحدیث عن إبی الحسن موسی بن جعفر علیہ السلام۔

وَرَوَى اَلسَّكُونِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يُوَرِّثُ اَلْخُنْثَى فَيَعُدُّ أَضْلاَعَهُ فَإِنْ كَانَتْ أَضْلاَعُهُ نَاقِصَةً مِنْ أَضْلاَعِ اَلنِّسَاءِ بِضِلْعٍ وَرَّثَ مِيرَاثَ اَلرَّجُلِ لِأَنَّ اَلرَّجُلَ تَنْقُصُ أَضْلاَعُهُ، عَنْ ضِلْعِ اَلنِّسَاءِ بِضِلْعٍ لِأَنَّ حَوَّاءَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعِ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْقُصْوَى اَلْيُسْرَى فَنَقَصَ مِنْ أَضْلاَعِهِ ضِلْعٌ وَاحِدٌ-[2]

ترجمہ: امام علی علیہ السلام خنثی کو میراث کا حصہ دیا کرتے تھے۔آپؑ خنثی کو میراث دینے کے لیے اس کی پسلیوں کی گنتی کرتے تھے پس اگر اس کی پسلیاں عورتوں کی پسلیوں سے کم ہوتیں تو اسے مرد کی میراث دے دیتے تھے۔ کیونکہ مرد کی پسلیاں عورت کی پسلیوں سے کم ہوتی ہیں کیونکہ حوا کو آدم کی بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔اسی لیے آپ کی ایک پسلی کم تھی۔

دیگر علامتیں اور امارات:

بعض امامیہ فقہاء کے نزدیک[3] مذکورہ دو علامتیں طریقیت کے باب سے ہیں نہ کہ موضوعیت کے باب سے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ صرف ان دو طریقوں سے خنثی کی جنس کی شناخت کی جائے بلکہ، شرعی نقطہ نظر سے، مرد یا عورت ہونے کی کوئی بھی تسلی بخش علامت درست سمجھی جائے گی۔ جیسے مردوں کی مخصوص ثانوی جنسی خصوصیات کا ہونا (چہرے پر داڑھی آگنا یا انزال وغیرہ) یا خواتین کی مخصوص نشانیوں کا ہونا (جیسے بلوغت کے بعد ان کے بعض اعضاء کا بڑھنا جیسے پستان، یا حیض اور حمل وغیرہ۔[4]

علامات میں تعارض:

البتہ بعض فقہاء نے مذکورہ دونوں منصوص علامتوں کو غیر منصوص علامات پر ترجیح دی ہے اور انہیں مقدم جانا ہے۔[5] بعض فقہاکے نزدیک اگر جدید طبّی نتائج کے ذریعے خنثی کی جنس معلوم ہو جائے تو اسے مذکورہ دونوں امارتوں اور علامتوں پر مقدم سمجھا جائے گا۔[6] بعض فقہی کتابوں میں غیر منصوص علامات کے درمیان تعارض اور تصادم کی صورتیں بھی بیان کی گئی ہے۔[7] اس بارے اہل سنت فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ان کے مطابق بلوغت کے بعد مردوں یا عورتوں کی مخصوص علامات کے خنثی میں ظاہر ہونے کے بعد وہ اسی جنس کے افراد میں شامل ہو جاتا ہے۔

1۔ علی بن محمد علی طباطبائی، ریاض المسائل فی بیان احکام الشرع بالدلائل ، جلد 12، صفحہ۔ 645-649؛نراقی، جلد 9، صفحہ 446-450؛ نجفی، جلد 39، صفحہ 281-286۔

2۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسن بن موسی بن بابویہ قمی، معروف بہ شیخ صدوق ، من لایحضرہ الفقیہ، جلد ۴ ، صفحہ ۳۲۶۔

[3]۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 39، صفحہ 280-281؛ سبزواری، سید عبد الأعلی، مہذّب الأحکام، جلد 30، صفحہ 253-254؛ محمد علی اراکی، رسالتان فی الارث و نفقۃ الزوجۃ، صفحہ 241-243۔

[4]۔علامہ حلی، جلد 9، صفحہ 95-96؛ فخر المحققین، ج 4، صفحہ 250-251۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج 2، ص 399 — 400، مؤسسہ مطبوعات دار العلم، قم. چاپ اول، بی تا.

[5]۔امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج 2، ص 362 دیکھیں۔

[6]۔ سید علی حسینی سیستانی، منہاج الصالحین، جلد 3، صفحہ 359۔

[7]۔ حرّ عاملی؛ عبد الفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین، جلد 1، صفحہ 52-54۔

مذکورہ بالا فقہاء ان علامات اور پسلیوں کی تعداد کو معتبر دلیل کے طور پر قبول کرنے پر متفق نہیں ہیں۔[1] قدیم فقہاء مخفی جنسی علامات (جیسے جینیٹک حیثیت) سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے خنثیٰ کی جنسیت کے تعین کے لیے ان میں ظاہری جسمانی علامات (جیسے عضو تناسل اور ثانوی جنسی خصوصیات) کو معتبر سمجھتے تھے۔ البتہ انہوں نے خنثیٰ کی جنس کے تعین میں اس کی نفسیاتی خصوصیات پر توجہ دینے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔[2]

خنثیٰ مشکل سے متعلق فقہی احکام:

وہ احکام جو مرد اور عورت کی جنس سے قطع سارے انسانوں پر واجب ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج کی فرضیت تو بغیر کسی شک و تردید کے وہ خنثیٰ پر بھی واجب ہیں۔ البتہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ان احکام میں جو کسی خاص مسئلہ میں مردوں یا عورتوں میں سے کسی خاص جنس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً عورتوں کے لیے نامحرم سے بدن کو ڈھانپنے کا وجوب یا مردوں کے لیے ریشمی کپڑے پہننے کی حرمت تو ان میں خنثیٰ مردوں کی جنس سے ملحق ہوگا یا عورتوں کی جنس سے۔ چنانچہ سابق سطور میں بیان شدہ علامتوں کے ذریعے خنثیٰ کی جنس کا تعین ممکن نہ ہو تو فقہ کے نقطہ نظر سے اسے خنثیٰ مشکل سمجھا جائے گا۔ سارے امامیہ اور اہل سنت فقہاء نے ان تمام ابواب میں جہاں مرد اور عورت کے لیے مختلف (لازمی یا غیر لازمی) احکام ہیں، خنثیٰ کے مسائل بھی بیان کئے ہیں جن میں طہارت، تجہیز و تکفین میت، نماز (جہر و اخفات کا مسئلہ، پردے کے مسائل، نماز باجماعت)، جہاد (خواتین پر جہاد ابتدائی فرض نہیں ہے)، حج (احرام کے بعض وہ محرمات جو مرد یا عورت میں سے صرف ایک پر حرام ہیں، جیسے مردوں کے لیے سر ڈھانپنے کی حرمت اور عورتوں کے لیے چہرے کو ڈھانپنا)، ختنہ، غیر محرم کے سامنے پردہ کرنا (مردوں کے لیے عورتوں کے مقابلے میں پردہ کی حد کم ہے)، نکاح، وراثت، قضا اور شہادات (قضا اور شہادت کے وہ احکام جو مرد یا عورت میں سے ایک کے لیے ہیں)، قصاص اور دیت کے مسائل شامل ہیں۔

فقہ کے مختلف ابواب میں خنثیٰ کے متعلق بیان شدہ بعض احکام بیان کئے جاتے ہیں:

ا۔ طہارت: اگر خنثیٰ کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کرے یا کوئی مرد اس کے ساتھ جماع کرے تو وہ مجنب نہیں ہوتا۔ کیوں کہ دونوں صورتوں میں خنثیٰ کے عضو تناسل کے اصلی یا فالتو ہونے کے بارے میں شک ہے۔ البتہ اگر خنثیٰ کسی عورت سے جماع کرے اور پھر کوئی مرد اس سے جماع کرے تو اس صورت میں وہ مجنب ہو جائے گا۔[3]

اگر خنثیٰ کے مردانہ اور زنانہ دونوں عضو تناسل سے منی خارج ہو جائے یا غالب طور پر جس عضو تناسل سے خارج ہوتی ہے اس سے نکلے تو وہ مجنب ہو جائے گا۔[1] البتہ بعض فقہاء نے اس کے دونوں میں سے ایک عضو سے منی کے خارج ہونے کو بھی جنابت کا سبب قرار دیا ہے۔[2]

1۔ ابو بکر بن مسعود کاسانی، کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد 7، صفحہ 327؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 113-115) نووی، شرح المُہذّب، جلد 2، صفحہ 47-48؛ حطاب، ج 8، ص 620؛ خطیب شیربینی، ج 3، ص 29۔

2۔ محمد بن حسن طوسی، المبسوط فی فقہ الامامیۃ، جلد 4، صفحہ 266؛ الموسوعۃ الفقہیہ، جلد 20، دیکھیں۔ صفحہ 23۔

3 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، محقق و مصحح: قوچانی، عباس، آخوندی، علی، ج 3، ص 36، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، چاپ ہفتم، 1404ق؛ آملی، میرزا محمد تقی، مصباح الہدی فی شرح العروۃ الوثقی، ج 4، ص 89 – 90، نشر مؤلف، تہران، چاپ اول، 1380ق.

۲۔ نماز: نماز کے دوران دونوں شرمگاہوں کو ڈھانپنا خنثی پر واجب ہے۔ لیکن عورتوں کی طرح جسم کے دوسرے حصوں کو ڈھانپنے کے وجوب کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔[3] احتیاط کے طور پر خنثی کو چاہیے کہ وہ اخفاتی نمازوں (ظہر اور عصر) کو آہستہ اور جہری نمازوں (فجر، مغرب اور عشاء) کو بلند آواز سے پڑھے۔[4]

امام علی علیہ السلام سے مروی حدیث میں خنثی کے امام جماعت بننے سے منع کیا ہے:

عَنْ عَلِیٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِ: أَنَّهُ نَهَی عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْأَجْذَمِ وَ الْأَبْرَصِ وَ الْمَجْنُونِ۔۔۔ وَ لَا یَؤُمُّ الْخُنْثَی الرِّجَالَ۔[5]

ترجمہ: امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے جذام اور برص کے مریض اور دیوانہ شخص کے امام جماعت بننے سے منع فرمایا۔۔۔ نیز آپ نے فرمایا کہ مرد جماعت میں خنثی کی اقتدا نہیں کر سکتے۔

۳۔ حج: احرام کی بعض ممنوع چیزیں مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک ہیں۔ لیکن کچھ محرمات مردوں یا عورتوں کے لیے مخصوص ہیں، جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر ڈھانپنا اور سایہ کے نیچے جانا مردوں کے لیے حرام ہیں۔ چہرے کو ڈھانپنا عورتوں کے لیے حرام ہے۔ ان احکام میں خنثی کے مرد یا عورت سے ملحق ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ البتہ اس کے لیے بیک وقت سر اور چہرہ ڈھانپنا جائز نہیں اور یہ کفارہ کا سبب ہے۔[6]

۴۔ نگاہ کرنے کے احکام: خنثی کی دُبر (پچھلی شرمگاہ) اور دونوں اگلی شرمگاہوں کی طرف دیکھنا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔ اور بعض فقہاء نے مطلق طور پر خنثی کے دونوں عضو تناسل کی طرف دیکھنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔[7]

لیکن خنثی مشکل کے جسم کے دوسرے حصوں کی طرف نگاہ کرنے کے بارے میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ وہ مرد کے لیے اس حوالے سے عورت کے حکم میں ہے اور عورت کے لیے مرد کے حکم میں ہے۔ لہٰذا خنثی مشکل کے لیے مرد سے پردہ کرنا واجب ہے اور مرد اس کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا سوائے اس کے چہرے اور ہاتھ کی کلائیوں کے۔ جیسا کہ وہ مرد کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا اور اس پر واجب ہے کہ وہ عورت سے پردہ کرے۔ جیسا کہ عورت اس کے جسم کو نہیں دیکھ سکتی سوائے ان اعضاء کے جو مستثنی کیے گئے ہیں۔ اسی طرح کہ خنثی بھی عورت کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا سوائے ان اعضاء کے جو مستثنی کیے گئے ہے۔[8]

---

[1] ۔ کرکی (محقق ثانی)، علی بن حسین، جامع المقاصد فی شرح القواعد، ج 1، ص 255، مؤسسہ آل البیت (ع)، قم، چاپ دوم، 1414ق؛ جواہر الکلام فی شرح شرائع الاِسلام، ج 3، ص 8 .

[2] ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاِسلام، ج 3، ص 8.

3 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاِسلام، ج ۸، ص ۲۲۱.

4 ۔ محمد حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاِسلام، ج ۹، ص ۳۸۵۔

5 . محمد حسن نجفی، دعائم الاِسلام و ذکر الحلال والحرام والقضایا والأحکام ، جلد، صفحہ ۱۵۱۔

6 ۔ سید محمود ہاشمی شاہرودی، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت (ع)، ج 3، ص 507 – 508۔

7 ۔ طباطبایی یزدی، سید محمد کاظم، العروۃ الوثقی (المحشّی)، محقق و مصحح: محسنی سبزواری، احمد، ج 1، 309 – 310، دفتر انتشارات اسلامی، قم، چاپ اول، 1419ق؛ مصباح الہدی فی شرح العروۃ الوثقی، ج 3، ص 14.

8 ۔ فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت (ع)، ج 3، ص 508 – 509.

خنثی کے بدن کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق امام ہادی علیہ السلام سے مروی حدیث میں آیا ہے:

سأل یحیی بن أکثم عن قول علی علیه السلام: إن الخنثی یورث من المبال وقال: فمن ینظر إذا بال إلیه مع أنه عسی أن تکون امرأة وقد نظر إلیها الرجال، أو عسی أن یکون رجلا وقد نظرت إلیه النساء، وهذا ما لا یحل فأجاب أبو الحسن الثالث علیه السلام إن قول علی حق، وینظر قوم عدول یأخذ کل واحد منهم مرآة و تقوم الخنثی خلفهم عریانة وینظرون فی اَلْمِرْآةِ فیرون الشبح فیحکمون علیه۔[1]

ترجمہ: یحیٰ بن اکثم نے امام ہادی علیہ السلام سے حضرت علی علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں سوال کیا جس میں آپ نے فرمایا: (خنثی پیشاب کے نکلنے کی جگہ کے مطابق ارث لے گا) اس کی طرف کون دیکھے، حالانکہ وہ عورت ہو اور مرد اسے دیکھیں، یا وہ مرد ہو اور عورتیں اسے دیکھیں اور یہ جائز نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: علی علیہ السلام کا فرمان برحق ہے کہ آپ نے اس بارے فرمایا کہ نیک لوگوں کی ایک جماعت اپنے ہاتھ میں آئینہ لیں گے اور خنثی کو اس کے پیچھے کھڑا ہونے کا کہیں گے ہے اور آئینہ میں نظر آنے والی چیز کے مطابق حکم کریں گے۔

۵۔ شادی (نکاح): خنثی کا نکاح کرنا حرام اور باطل ہے خواہ موقت ہو یا دائمی۔[2]

۶۔ وراثت: خنثی کی میراث کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ اسے ایک مرد اور ایک عورت کی میراث کا نصف حصہ ملے گا۔[3] اس بارے غیر مشہور قول یہ ہے کہ خنثی کو قرعے کے مطابق میراث سے حصہ دیا جائے گا۔[4]

قاعدہ احتیاط پر عمل:

فقہاء کی نظر میں ایسی صورتوں میں جہاں خنثی کے لیے قطعی طور پر کوئی حکم موجود ہو لیکن مکلّف بہ کی جنس کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے اس کا حکم مشتبہ ہو تو تکلیف اور فرض کے ذمہ میں آنے کی وجہ سے احتیاط کی اصل پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی خنثی کو وہ کام کرنا چاہیے جو اس خاص معاملے میں مرد اور عورت کے فرائض سے متصادم نہ ہو۔[5] خنثی کے بارے میں بعض فقہی کتابوں میں بیان شدہ احتیاط کے اصول کے نفاذ کی چند مثالیں درج ذیل ہیں: نامحرم مردوں کی موجودگی میں بلند آواز سے اذان کہنے کی حرمت اس صورت میں کہ عورتوں کے لیے ایسا کرنا حرام ہو۔[6] خنثی کے لیے نماز جماعت میں مردوں کی امامت کا جائز نہ ہونا۔[7] نماز میں عورتوں کے لیے لباس کا ضروری ہونا۔[8]

1۔ اصول کافی، جلد ۷، صفحہ ۱۵۸۔

2 ۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاِسلام، ج 33، ص 121 و ج 39، ص 294؛ امامی، سید حسن، حقوق مدنی، ج 4، ص 277، انتشارات اسلامیۃ، اسلامیۃ، تہران، بی تا؛ تبریزی، جواد بن علی، استفتاءات جدید، ج 1، ص 331، دفتر معظم لہ، قم، چاپ اول، بی تا۔

3 ۔ سید محمود ہاشمی شاہرودی، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت (ع)، ج 3، ص 509؛ ر.ک: سید علی حسینی خامنہ ای، استفتاءات جدید، ج 2، ص 397؛ مصطلحات الفقہ، ص 154۔

4 ۔ سید علی حسینی سیستانی، توضیح المسائل جامع، جلد ۴، مسئلہ ۱۳۱۹۔ سید محمود ہاشمی شاہرودی، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت (ع)، ج 3، ص 509؛ ر.ک: سبزواری، سید عبد الأعلی، مہذّب الأحکام، ج 30، ص 259، مؤسسۃ المنار، قم، چاپ چہارم، 1413ق۔

5۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 29، صفحہ 102؛ المسوعۃ الفقہیہ۔

6۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 9، صفحہ 22؛ الموسوعہ الفقہیہ، جلد 20، صفحہ 24۔

7۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 13، صفحہ 341؛ الموسوعہ الفقہیہ، جلد 20، صفحہ 25-26۔

ہونا۔[1] جہری نمازوں میں بلند آواز سے قرائت پڑھنے کا وجوب، بشرطیکہ نامحرم مرد اس کی آواز نہ سنے۔[2] تجہیز و تکفین میت کے احکام میں احتیاط کا لحاظ رکھنا۔[3] ایسے زیورات سے اجتناب کرنا جو عورتوں یا مردوں میں سے کسی ایک صنف سے مخصوص ہیں اور ان کا استعمال دوسری دوسری جنس کے لیے حرام ہے، جیسے مردوں کے لیے سونے اور ریشم کے کپڑے پہننے کی حرمت۔[4] اس کا نکاح درست نہ ہونا اور نامحرم عورتوں عورتوں اور مردوں کے جسموں پر نگاہ کرنے کی حرمت۔[5] بعض صورتوں میں احتیاط کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ مختلف صورت پیدا کرے گا۔[6]

بعض احکام میں قاعدہ برائت:

خنثی کے متعلق بعض احکام میں فقہاء نے اصل برائت کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسے مکلّف نہیں سمجھا ہے، جس میں خنثی کے لیے نماز میں ریشمی لباس پہننے کا جواز، اس پر جہاد ابتدائی کا واجب نہ ہونا،[7] جمعہ کی نماز کا واجب نہ ہونا، متوفی باپ کی قضا نمازوں اور روزوں کا خنثی پر واجب نہ ہونا جو باپ کی سب سے بڑی اولاد ہو، شامل ہیں۔[8] درحقیقت ان مسائل میں خنثی مشکل، خواتین کے حکم میں ہے۔

تخییری احکام:

بعض صورتوں میں، قاعدہ احتیاط کے احتیاط کے عدم امکان سے متصادم ہونے کی وجہ سے، خنثی عورتوں اور مردوں کے حکم میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں مختار ہے۔ جیسے احرام کی حالت میں خنثی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ سر کو ڈھانپے یا چہرے کو ڈھانپے،[9] ڈھانپے،[9] وضو اور نماز کے کچھ غیر واجب احکام میں بھی اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ مرد اور عورت میں سے کسی ایک کے وظیفے پر عمل کرے۔[10]

---

[1]۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 29، صفحہ 101-102؛ الموسوع الفقهیه، جلد 20، صفحہ 23-24۔

[2]۔ نووی، شرح المُہذّب، ج 3، ص 390؛ نجفی، ج 9، ص 385۔

[3]۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 4، ص 216۔

[4]۔ مرداوی، جلد ۱، صفحہ ۴۷۵، نجفی، جلد 22، ص 115-116۔

[5]۔ ابن نجیم، جلد 3، صفحہ 115) 138؛ بھوتی حنبلی، ج 5، ص 14؛ نجفی، ج 29، ص 101-102۔

[6]۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 13 صفحہ 254-255، جلد 14، صفحہ 17-18۔

[7]۔ محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 21، صفحہ 7-8۔

[8]۔ یحییٰ بن شرف نووی، المجموع: شرح المُہذّب، ج 4، ص 484؛ نجفی، ج 17، ص 46۔

[9]۔ محقق کرکی، جامع المقاصد فی شرح القواعد، جلد 3، صفحہ 186۔

[10]۔ زین الدین بن علی شہید ثانی،، مسالک الافہام الی تنقیح شرائع الاسلام، 1410، جلد 1، ص 331، 600، 657؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 2، صفحہ 340؛ دیگر صورتوں کے لیے حرّ عاملی؛ عبدالفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین، جلد 1، ص 45 بھی دیکھیں۔

خنثیٰ کی میراث اور دیت کا حکم:

فقہ میں خنثیٰ کے متعلق احکام میں سب سے زیادہ مشکل اور پیچیدہ احکام وراثت اور دیہ کے احکام ہیں۔ اکثر امامیہ اور اہل سنت فقہاء کے نزدیک خنثیٰ کو اس کے اپنے طبقے کے ورثاء کی میراث کے حصے سے ایک عورت کے حصے کا نصف اور ایک مرد کے حصے کا نصف حصہ ملے گا۔

"عَنۡهُ عَلَيۡهِ السَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: فِي اَلۡخُنۡثَى إِذَا بَالَ مِنۡهُمَا جَمِيعاً وُرِّثَ بِأَيِّهِمَا سَبَقَ"[1]

ترجمہ: خنثیٰ کی میراث کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ (مردانہ اور زنانہ) دونوں شرمگاہوں سے پیشاب کرتا ہوں تو ان میں سے جس سے پہلے پیشاب کرے اسی کے مطابق اسے میراث ملے گی۔

عَنۡ جَعۡفَرٍ، عَنۡ أَبِيهِ: أَنَّ عَلِيَّ بۡنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيۡهِ اَلسَّلاَمُ قَضَى فِي اَلۡخُنۡثَى اَلَّذِي يُخۡلَقُ لَهُ ذَكَرٌ وَ فَرۡجٌ أَنَّهُ يُورَثُ مِنۡ حَيۡثُ يَبُولُ، فَإِنۡ بَالَ مِنۡهُمَا جَمِيعاً فَمِنۡ أَيِّهِمَا سَبَقَ، فَإِنۡ لَمۡ يَبُلۡ مِنۡ وَاحِدٍ مِنۡهُمَا حَتَّى يَمُوتَ، فَنِصۡفُ مِيرَاثِ اَلۡمَرۡأَةِ وَ نِصۡفُ مِيرَاثِ اَلرَّجُلِ"[2]

ترجمہ: جعفر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خنثیٰ کے بارے میں فرمایا جس کے لیے مردانہ اور زنانہ دونوں شرمگاہ ہوں کہ اس کو پیشاب نکلنے کی جگہ کے مطابق میراث ملے گی۔ اگر وہ دونوں شرمگاہوں سے ایک ساتھ پیشاب کرے تو جس شرمگاہ سے پہلے پیشاب نکلے اس کے مطابق میراث ملے گی۔ اگر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے پیشاب کرنے سے پہلے مر جائے تو اسے ایک عورت کی نصف میراث اور ایک مرد کی میراث کا نصف حصہ ملے گا۔

اور اس کے قتل کی دیت بھی ایک عورت اور ایک مرد کی دیت کا نصف ہے۔[3] ایران کے سول لاء کے آرٹیکل 939 میں وراثت میں خنثیٰ مشکل کے حصہ کے تعین کے لیے اسی نقطہ نظر کی پیروی کی گئی ہے

جدید طبّی علوم میں خنثیٰ کی علامتیں:

جدید طبّی سائنس میں ان افراد کے لیے جن میں مرد اور عورت دونوں کی نشانیاں موجود ہوں دوجنسیتی کی تعبیر استعمال کی گئی ہے۔ خنثیٰ کو عام طور پر حقیقی اور غیر حقیقی خنثیٰ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ حقیقی خنثیٰ میں خصیے اور تخمدان (بچہ دانی) دونوں ہوتے ہیں۔ خنثیٰ کے جسم میں نر اور مادہ دونوں کے غدود کی بیک وقت موجودگی اور ان سے مرد اور عورت دونوں کے ہارمونز کا اخراج اس میں مردانگی اور نسوانیت دونوں کی علامتوں کے بیک وقت نمودار ہونے کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ ثانوی جنسی خصلتیں، جیسے مردوں میں چہرے کے بالوں کا بڑھنا یا عورتوں میں بعض اعضاء کا بڑھنا، ان غدود سے خارج ہونے والے جنسی ہارمونز کا نتیجہ ہے جو ان کے بدن میں ہوتے ہیں۔ حقیقی خنثیٰ میں عضو تناسل کبھی مرد اور کبھی عورت کا ہوتا ہے۔ دوسری طرف، غیر حقیقی خنثیٰ بظاہر ایسے مرد ہوتے ہیں جن میں مکمل طور پر نسوانی علامتیں پائی جاتی ہیں یا ظاہری طور پر عورتوں کی شکل مکمل مرد ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک شخص جو جینیٹک کے مطابق مرد ہے

1۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، جلد ۱۷، صفحہ ۲۱۹۔

2۔ عبداللہ بن جعفر الحمیری القمی قرب الإسناد، جلد ۱، صفحہ ۱۴۴۔

3۔ حر عاملی، وسائل الشیعه، جلد 29، صفحہ 228؛ نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، جلد 39، صفحہ 281-286، جلد 42، صفحہ 80-81؛ الموسوعہ الفقہیہ، جلد 20، صفحہ 28-29، 32۔

اور مردانہ غدود رکھتا ہے، ہارمونز کے عوارض اور غدود کے درست کام نہ کرنے کی وجہ سے اس میں خواتین کی جسمانی نشانیاں اور علامات ظاہر ہو سکتی ہیں۔[1]

سائنسی علوم میں خنثی کی جنس کے تعین کا معیار:

جدید سائنسی علوم میں کسی ایسے شخص کی جنس کے تعین کے لیے جو یہ نہیں جانتا کہ وہ مرد ہے یا عورت، دو معیار بتائے گئے ہیں: ا۔ جسمانی حالات (بشمول فرد کا جینیٹک نقشہ، غدود اور بیرونی اعضاء کی حالت) ۲۔ نفسیاتی حالتیں، یعنی اس فرد کے رویے اور داخلی رجحانات جسے اس نے اپنی جنس کے طور پر خود قبول کیا ہے۔[2] خنثی کی مذکورہ دو خصوصیات فقہ میں خنثی کے لیے بیان کی گئی مشہور تعریف سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ مگر یہ کہ بعض فقہا کی رائے کے مطابق کسی شخص کے خنثی ہونے کا معیار اس کی صنف کی شناخت میں ابہام ہو، نہ کہ اس میں صرف دو عضو تناسل کی موجودگی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جدید دور کے فقہی۔ طبّی مطالعات میں، حقیقی خنثی کو خنثی مشکل اور غیر حقیقی خنثی کو خنثی غیر مشکل کے مساوی سمجھا گیا ہے۔[3]

خنثی کی جنس تبدیل کرنے کے متعلق فقہی حکم:

فقہی نقطہ نظر سے، خنثی (خاص فقہی معنوں میں) کی جنس کو تبدیل کرکے اسے مرد یا عورت کی جنس میں داخل کرنے کے لیے سرجری کرنا جائز ہے۔[4] لہٰذا اگر ڈاکٹر قطعی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں کہ خنثی، مرد ہے یا عورت اور سرجری کے ذریعے غیر اصلی (زیادہ) عضو تناسل کو کاٹ دیں، تو یہ سرجری دراصل اس کی جنس کو تبدیل کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر موجود جنس مخالف کی علامات کو ختم کر دینا ہے۔ اس لیے اس پر جنس کی تبدیلی (مرد یا عورت کی شناخت اور جنس میں تبدیلی) کے فقہی۔ قانونی اثرات لاگو نہیں ہوں گے۔ اور اس کے جسم سے اضافی عضو کو ہٹانا، جسم میں نقص پیدا کرنے اور اسے نقصان پہنچانے کا مصداق بھی نہیں ہوگا۔

خنثی کی جنس کے تعیّن کے حوالے سے اگر ڈاکٹرز کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچتے اور اس بارے میں انہیں شک و تردید ہوتا ہے کہ خنثی حقیقت میں مرد ہے یا عورت، اور اس کے باوجود خنثی کی جنس کو تبدیل کرنے کے لیے اس کے جسم سے دو عضو تناسل میں سے ایک کو نکال دیتے ہیں تو تب بھی یہ خنثی کی جنس کو تبدیل کرنا شمار نہ ہوگا۔ کیونکہ کاٹا گیا حصہ اصلی یا غیر اصلی ہو سکتا ہے۔ اسموضوعی شبہہ کی بنا پر اس کے عضو کا کاٹا جانا، مسلمان کے جسم میں جنس کی تبدیلی یا اس کے بدن میں نقص ایجاد کرنا شمار نہ ہوگا۔[5] ہو سکتا ہے کہ یہ سرجری خنثی کے مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہو اور اسے اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لیے درپیش مشکلات سے نجات دلائے۔ اس لیے بعض فقہاء نے[6] اس سرجری کو خنثی پر لازم اور واجب قرار دیا ہے، بشرطیکہ وہ سرجری کروانے کی قدرت رکھتا ہو اور کوئی رکاوٹ اور مانع بھی نہ ہو۔

---

[1]۔ صمد قضائی، پزشکی قانونی، صفحہ 561-568 کی طرف رجوع کریں؛ طب میں اسلامی نظریات پر دوسرے سیمینار کے مضامین اور تقاریر کا مجموعہ، صفحہ 73-79۔

[2]۔ سابقہ حوالہ، صفحہ 76، 87۔

[3]۔ سابقہ حوالہ، ص 79-86؛ ابوالقاسم خوئی، صراۃ النجاۃ فی اجوبۃ الاستفتاءات، مع تعلیقات لجواد تبریزی، 1، ص 356؛ حسین علی منتظری، احکام پزشکی: مطابق با فتاوای فقیہ عالیقدر حضرت آیت اللہ العظمی منتظری، منتظری، ص: 113-114۔

[4]۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، جلد 2، صفحہ 567؛ محمد رضا گلپایگانی، ارشاد السائل، صفحہ 170؛ سید علی خامنہ ای، اجوبۃ الاستفتاءات، جلد 2، صفحہ 73۔

[5]۔ محمد مؤمن قمی، کلمات سدیدۃ فی مسائل جدیدۃ، ص 107-107؛ خرازی، صفحہ 107-104۔

[6]۔ عبد الاعلی سبزواری، مہذّب الاحکام فی بیان الحلال والحرام، جلد 30، صفحہ 254۔

سوال: جس خنثی کے بارے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مرد کی جنس سے ہے یا عورت کی جنس سے، تو کیا اس شخص کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے لئے خود سے کسی جنس کا انتخاب کرلے اور اپنے لئے مرد یا عورت کا شناختی کارڈ بنوائے؟

سوال: جو خنثی مرد کی شناخت رکھتا ہے کیا وہ خنثی اس سے شادی کرسکتا ہے جو عورت کی شناخت رکھتا ہے؟

اندیشہ: اگر خنثی مشکل کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ جو جس کا میلان (طبع) ہو، اگر زنانہ ہو تو وہ خود کو عورت لکھوالے اور اگر مردانہ ہو تو وہ خود کو مرد لکھوائے تو پھر ایسا بھی ہوگا کہ بہت سارے جنسی امراض والے مرد خود کو عورت لکھوا کر دوسرے مرد سے شادی کرلیں گے، اسی طرح اس کے برعکس بھی۔ اس طرح ہم جنس پرستی کا عمل شروع ہو جائے گا۔ لہٰذا آج کے دور میں طبّی ذرائع کو استعمال کرکے خنثی کی جنس کی حیثیت ہر صورت متعین کرنا ہوگی کہ وہ مردانہ خصوصیات والا ہے یا زنانہ خصوصیات والا ہے۔ جو طبّی طور متعین ہو اسی کو ہی شناختی کارڈ میں لکھا جائے۔ یہ عام اجازت خلاف شریعت ہے کہ جس کی جو مرضی ہے وہ اپنے لئے اس کا انتخاب کرے اور اپنے میلان (طبع) کے تحت عورت یا مرد کی شناخت اپنے لئے کرلے۔